سوال

(298) تقسیم ترکہ میں اولاد میں تفریق

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیمس آباد خانیوال سے میاں ممتاز احمد لکھتے ہیں کہ ایک شخص اپنی زندگی میں اپنے بیٹوں کو نقدی اور مشینزی وغیرہ بطور عطیہ بقیہ اولاد کی نسبت زیادہ دے دیا جاتا ہے۔ اب کیا اس کی بقیہ اولاد عطیہ نقدی اور مشینزی وغیرہ سے بطور وراثت حصہ وصول کر سکتے ہیں جبکہ وہ شخص خود فوت ہو چکا ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اولاد کو عطیہ دینے کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔: ''کہ اگر کوئی اپنی اولاد میں سے کسی کو عطیہ دیتا ہے۔ دوسرے کو کچھ نہیں دیتا یہ جائز نہیں اسے چاہیے کہ اولاد کے معاملے میں عدل وانصاف کرے دوسرے کو بھی اتنا ہی دے۔'' یہ ہدایت کرنے کے بعد حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروری ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو ایک غلام بطور عطیہ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تاکہ آپ کو اس پر گواہ بناؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ کیا سب بیٹوں کو اس قسم کا عطیہ دیا ہے۔'' عرض کیا نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اپنی اولاد کے درمیان مساوات کرو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عطیہ کو مسترد کر دیا۔'' (صحیح بخاری: کتاب الھبۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ باپ کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے کسی بیٹے کو عطیہ دے اور کسی کو نہ دے بلکہ عطیہ کے متعلق بیٹے اور بیٹی کی تفریق بھی درست نہیں ہے۔ تمام اولاد کو برابر برابر عطیہ دینا چاہیے۔ صورت مسئولہ میں متوفی نے جو ایک بیٹے کو نقدی اور مشینزی دوسری اولاد کی نسبت زیادہ دی ہے۔ اس کا یہ فعل ناجائز اور غیر شرعی ہے اس کا حل یہ ہے:

1۔ اس سے عطیہ واپس لیا جائے اور اسے مال متروکہ میں شامل کر کے تمام ورثاء اسے بقدر حصہ تقسیم کر لیں تاکہ کسی حق دار کی حق تلفی نہ ہو۔

2۔ جس قدر نقد اور مشینزی ایک بیٹے کو دوسروں کی نسبت زیادہ ملی ہ۔ اتنی نقدی ار مشینزی بقیہ اولاد میں سے ہر ایک اس کے متروکہ مال سے لے کر بقیہ مال کو بطور وراثت تقسیم کر لیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں ناجائز وصیت کرنے کے متعلق فرمایا ہے کہ ''ہاں اگر کوئی وصیت کرنے والے کی طرف سے جانبداری یا حق تلفی کا خطرہ محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ وہ رشتہ داروں کے درمیان صلح کروا دے ایسا کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔'' (2/البقرہ: 182)

مرنے والے کے غلط اقدام کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ بلکہ اخروی معاملات اور حقوق العباد کے پیش نظر ایسا کرنا ضروری ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:322